مقصودِ تخلیقِ کائنات

(۷)

جناب غلام نبی صاحب مسلم لاہور

غزوۂ تبوک کے واقعات پر پھر غور کیجئے اس میں تمام مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے۔ جو زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھتے تھے، لیکن ان سب میں ایک قدرِ مشترک یہ ہے کہ وہ سب کے سب خلوص، جاں نثاری، جذبۂ جہاد، اللہ اور رسول کی اطاعت، محبت اور نیکی میں مسابقت کے پتلے تھے، اور ہزارہا مومنین میں سے ایک بھی فرد ایسا نہ تھا جس کے جذبۂ ایمانی اور خلوصِ نیت پر اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت نہ کی ہو، اور جو اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ کی جیتی جاگتی تصویر نہ ہو، وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

فرقِ مراتب: ایمان لانے کے لحاظ سے تمام مسلمان برابر تھے، لیکن ان میں سے بعض کو ابتدا ہی سے ایمان کی دولت نصیب ہوئی اور انھوں نے راہِ حق میں بعد کے اہلِ ایمان کے مقابلے میں زیادہ استقامت، ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا۔ ان میں سے السابقون الاولون کا مقام دوسروں سے نمایاں تر ہے، پھر ان میں سے ہر ایک نے صبر و ثبات قدمی کا عمدہ نمونہ دکھایا۔ اور راہِ خدا میں جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کیا، تاہم ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا تھا، اور انھوں نے جان کے ساتھ مالی قربانی بھی پیش کی، اور اس طرح ان بھائیوں پر ایک

گویا فضیلت حاصل کرلی، جو مالدار نہ تھے، قرآنِ حکیم نے کسی مقام پر اہلِ ایمان کی مالی قربانی کا ذکر کرکے ان کی تعریف فرمائی ہے، پھر ان ہی میں سے بعض نے فتح مکہ سے قبل مالی اور جانی ایثار دکھایا، اور بعض نے فتح مکہ کے بعد، اور خود قرآنِ پاک کی رو سے اول الذکر کو ثانی الذکر پر فضیلت دی گئی ہے:-

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۔ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۔ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

(الحدید: ۱۰-۱۲)

تم میں وہ برابر نہیں جس نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور لڑائی کی (اور جس نے بعد میں خرچ کیا اور لڑائی) یہ مرتبہ میں ان سے بڑھ کر ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑائی کی اور (ان سب میں سے) ہر ایک کے ساتھ اللہ نے اچھے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے، کون ہے جو اللہ کو قرض دے، تو وہ اسے اس کے لئے بڑھائے اور اس کے لئے عزت والا بدلہ ہے، جس دن تو مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھے گا کہ ان کا نور ان کے آگے دوڑ رہا ہوگا اور ان کے دائیں بھی، آج تمھارے لئے خوشخبری ہے، ایسے باغات کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، انھیں میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

ان آیات میں ایک تو فتح مکہ سے قبل اور بعد میں راہِ خدا میں مالی اور جانی جہاد کرنے والوں کے متعلق بتلایا گیا ہے۔ کہ وہ آپس میں درجات میں برابر نہیں، بلکہ پہلوں کو بعد میں ایمان لانے والوں پر فضیلت حاصل ہے، لیکن اللہ کے ہاں دونوں گروہ اعلیٰ مقامات رکھتے ہیں۔

کیوں کہ فتح مکہ کے بعد بھی جنھیں خدا اور اس کے رسولؐ کی شناخت اور ایمان لانے کی توفیق نصیب ہوئی، وہ قیامت تک بعد میں ہر آنے والے اور جانی و مالی قربانی دینے والے سے افضل ہیں؟ یہ خوش نصیب اہلِ ایمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تربیت سے مستفیض ہوئے۔ انھیں آپؐ کے ماتحت اور ارشاد پر جہاد فی سبیل اللہ کی سعادت ارزاں ہوئی۔ جو بعد میں آنے والے کسی شخص کو حاصل نہیں ہوسکتی، پھر ان سب اولین و آخرین کو وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى کے الفاظ میں حسناتِ خداوندی کا وعدہ دیا گیا، اور یہ وعدہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سب کے سب ایمان لانے والوں کے لئے ہے، پھر ان اولین و آخرین سب اصحابِ رسولؐ کے متعلق بشارت دی کہ ان سب کا نور قیامت کے دن ان کے آگے آگے روشنی کر رہا ہوگا، اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس پر اور جس وقت چاہے کرے چنانچہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے قریش مکہ نے آں حضرت صلعم کے علم کے نیچے جنگ حنین جنگ طائف، غزوۂ تبوک، اور لشکر اسامہ میں شرکت کی، جنگِ طائف میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ دشمن کا تیر لگنے سے بے کار ہوگئی۔ انھی قریش نو مسلموں نے فتنۂ ارتداد کا سر کچلا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق ایران، شام اور مصر کو فتح کیا، اور كُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى کے وعدہ الٰہی کا ثبوت پیش کیا، اللہ تعالیٰ کی ان بے اندازہ عنایات اور شہادات کے ہوتے ہوئے اگر کوئی بدقسمت بناوٹی قصوں کی آڑ میں ان اہلِ ایمان میں کسی ایک کے متعلق بھی بدگمانی سے کام لیتا ہے، تو وہ ایمان اور اسلام کی دولت سے محروم ہوگیا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ، یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ وصالِ نبوی کے بعد نہ کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا، اور نہ آپؐ پر ایمان لاکر کسی شخص کو آپؐ کے علم کے نیچے جانی و مالی قربانی دینے کا شرف حاصل ہوا اور نہ ہی تا قیامت ایسا ہوگا، حیاتِ نبویؐ میں تمام ایمان لانے والوں سے اللہ تعالیٰ نے عمدہ وعدہ کر رکھا ہے، اور یہ اُس کا فضل و کرم ہے، اگر ان میں سے کوئی شخص ایمان لانے سے قبل مخالف تھا۔ تو ایمان لاتے ہی

اُس کے تمام گناہ دُھل گئے۔ اور بعد میں اسے خُدا اور رسولؐ کی اتباع کا اجر ملا، بعد کا کوئی بھی شخص ان کی فضیلت کو نہیں پا سکتا، البتہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چل کر راہِ حق میں قربانی دینے کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے، اور ان صحابہ کی طرح جو شخص بھی قیامت تک راہِ حق میں قربانی دیتا رہے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے اجر میں اضافہ کرتا رہے گا، پھر ان کے ایمان پر یہ زبردست شہادت ہے کہ قیامت کے روز آں حضرت صلعم کی مبارک زندگی میں ایمان لانے والے مومن مردوں اور مستورات اور ان کے نقش قدم پر قیامت تک چلنے والے مومن مردوں اور خواتین کا نورِ ایمان ان کے آگے آگے دوڑتے گا، اور پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت میں داخل کرے گا، اور یہ بشارت امتِ مسلمہ کے لئے تا قیامت قائم ہے۔

ان ہی میں سے ایک سابق الایمان اور سابقون الاولون کے گوہر تابندہ سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کا ذکر بالخصوص رسول اللہ صلعم کی نصرت، رفاقت اور دائمی صحبت کے ضمن میں قرآن پاک نے بایں الفاظ فرمایا ہے۔

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(التوبہ : ۴۰)

"اگر تم اس رسول کی مدد نہیں کرتے تو یقیناً اللہ نے اس کی مدد کی جب کہ اس کو ان لوگوں نے جو کافر تھے نکال دیا، اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اُس نے اپنے صاحب (رفیق، ساتھی) کو کہا، غم نہ کھا، اللہ ہمارے ساتھ ہے، سو اللہ نے اس پر اپنی تسکین اتاری اور اس کو ایسے لشکروں سے تقویت دی جن کو تم نہ دیکھتے تھے، اور ان لوگوں کی بات کو جو کافر تھے نیچا دکھایا اور اللہ کی بات ہی بلند ہے اور اللہ غالب

حکمت والا ہے"

اس آیۂ مبارکہ میں اہلِ ایمان کو نصرتِ رسولؐ کی ترغیب دی ہے۔ اور اس کے لئے ہجرتِ نبویؐ کی مثال پیش کی ہے، جس میں نصرت و اعانت الٰہی آپؐ کے شاملِ حال ہوئی اور یہ نصرت زیادہ تر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معرفت ہوئی، اس سفر کا تمام منصوبہ رفیقِ غار سیدنا ابوبکرؓ نے بنایا، جنھوں نے زادِ راہ اور سواری بہم پہنچائی، دولت خرچ کی، اور جاں نثاری کے لئے رفاقت اختیار کی، اور جب خطرہ قریب ہوا تو آں حضرتؐ کی خاطر مغموم و حزین ہوئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین و تسلّی کا وعدہ آیا کہ خدا کا رسولؐ ہی نہیں ہر دو رفیقانِ غار خدا کی پناہ میں ہیں۔ پھر عجیب بات ہے کہ جس عاشق رسولؐ کا ذکر کرکے غزوۂ تبوک کے لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جان و مال کی قربانی کی ترغیب دی، اس نے اِس وقت بھی گھر کا تمام اثاثہ پیش کرکے نصرت کی نئی مثال قایم کی، اصحاب میں دوبارہ سبقت حاصل کی، اور فتح مکہ سے قبل اور بعد خرچ کرنے والوں پر دونوں بار سبقت لے گئے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے، وہ جس پر چاہے کرے، اور اللہ ہی فضل و عنایات کے خزائن کا مالک ہے۔

محبوبانِ الٰہی | اللہ تعالیٰ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی محبوب ہیں، آپؐ کی اطاعت، آپؐ کے مطیع اور متبع کو، خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران) "اے نبی مومنوں سے کہہ دے کہ "اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا"

چنانچہ اصحابِ رسولؐ اللہ نے آں حضرتؐ کی کامل اتباع کا جو نمونہ دکھایا، اس کا کسی قدر ذکر سطورِ بالا میں ہو چکا ہے، اور کون سا لمحہ تھا۔ جس میں ان فدائیانِ نبیؐ کی گردنیں آپؐ کی اطاعت میں خم نہ تھیں اور اس کا عظیم ثبوت اس امر میں ہے کہ اگر اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (الاحزاب : ۵۶) کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اپنے نبیؐ پر درود و صلوٰۃ بھیجتے ہیں تو نثانی الرسول اصحاب رسولؐ کو بھی، اسی درود و صلوٰۃ کی لذت سے مالا مال کر دیا۔ اور الفاظ ذیل میں رسولِ خدا اور مومنین کو دامنِ رحمت میں یکجا کر دیا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (الاحزاب : ۴۱)

"اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو، اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو، وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمھیں اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالے اور وہ مومنوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔"

کیا قرآنِ کریم کی رُو سے اُمّتِ مسلمہ، اصحابِ رسولؐ کی مقبولیت اور رسولِ پاک کی کامل پیروی کی اس سے بڑی شہادت ممکن ہے، اور کیا اس امت میں کسی دوسرے انسان کو یہ شرف حاصل ہوا۔ یا ہو سکتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کسی بندۂ حق کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جانا چاہے تو کیا ایسے شخص کی نیک بختی سعادت مندی اور خدا کی رحمت سے بہرہ ور ہونے میں ذرہ بھر شک کیا جا سکتا ہے، اور کیا اس میں شک کرنے والا مسلمان رہ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے قیامت تک اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ اقدسؐ کے بعد اصحابِ رسولؐ کی محبت اور دوستی عینِ ایمان ہے، اور حزب اللہ (اللہ کی جماعت) میں داخلے کی واحد کلید ہے:۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (المائدہ : ۵۵ - ۵۶)

"تمہارا دوست صرف اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ جو (اللہ اور رسول پر) ایمان لائے جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جھکنے والے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کو اور اُن کو جو ایمان لائے دوست بناتا

ہے، تو اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔"

ہر اہلِ ایمان کی فطری خواہش و دلی آرزو ہے کہ وہ حزب اللہ، خدائی لشکر میں شامل ہو کر غلبہ و عروج حاصل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہو کر دین و دُنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو، لیکن اس کے لئے تینوں محبتوں کا ہونا شرط ہے۔ (۱) اللہ جلّ شانہٗ کی محبت (۲) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت (۳) اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ان اصحابِ رسولؐ کی محبت جنھوں نے خُدا اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد مال و جان کی قربانی پیش کرکے محبت کا ثبوت و نمونہ پیش کیا۔ مبارک ہیں وہ خوش نصیب اہلِ ایمان جنھیں ان تینوں کی محبت نصیب ہوئی، مبارک ہیں وہ جنھوں نے ان تینوں کی اطاعت اور اسوۂ حسنہ کی راہ اختیار کی، اور مبارک ہیں وہ جنھوں نے ان تینوں کے رستوں کے سوا باقی تمام رستوں سے کنارہ کشی کی، ان ہی کے لئے رضائے الٰہی اور دین و دنیا کے انعامات ہیں۔

اتمامِ نعمت | گذشتہ سطور میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ اس امتِ مسلمہ کے لئے دین و دنیا کی سرخروئی مقدر ہو چکی ہے۔ انہی کا دین دیگر دینوں پر غالب رہے گا، انہی پر نئی نئی فتوحات اور غنیمتوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اور انہی پر دنیا میں نیکی، انصاف اور انسانی احترام کی بجا آوری کا فریضہ ڈالا گیا ہے، اور یہی اُمت دُنیا میں آسمانی بادشاہت قایم کرے گی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری سال حج کیا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ اہلِ توحید نے شرکت کی، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو بشارت سُنائی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ)

"(اے اُمتِ مسلمہ) آج ہم نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمھارے لئے دینِ اسلام پسند کیا۔"

کیا ہی خوش نصیب تھے اصحابِ رسول، جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ
بیہ میں ایمان کی دولت سے فیض یاب ہوئے، اور انھیں کامل دین دیا گیا، اور اس دین
لماحقہٴ اتباع سے جو نعمتیں وابستہ تھیں سب انھیں بخشی گئیں، اور ان کے لئے دینِ اسلام
ندکر کے دنیا کی رہنمائی اور قیادت عطا کر دی گئی۔

ابیت رسول اللہ کی تفویض | غزوۂ تبوک کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانی فریضہ تکمیل
ہُچکا تھا، تمام ملکِ عرب آپؐ کے قدموں میں تھا، دینِ حق باطل پر غالب آچکا تھا اور
پؐ کا کام صرف اس قدر رہ گیا تھا کہ آپ دینِ الٰہی کے قیام کا فریضہ اُس اُمتِ مسلمہ کے
ہرد کر دیں، جس کی تطہیر کا آسمانی کام، دُعائے خلیلؑ کے مطابق آپؐ کے ذمے تھا چنانچہ
پؐ نے چاروں طرف داعیانِ اسلام بھیجے تاکہ نومسلم قبائل کو احکامِ الٰہی سے آگاہ کریں،
پر آپ نے ۹ھ میں اولین فریضۂ حج کے لئے افضل الامت سیدنا ابوبکر صدیق کو
یر الحجاج بنا کر بھیجا، تاکہ آئندہ امت آزادانہ خدماتِ دین بجا لاتے، اسی حج میں سیدنا علیؓ
حضرت صدیق اکبرؓ کی قیادت میں فریضۂ حج ادا کیا اور سورۂ توبہ کی ابتدائی چالیس آیات
حج کے موقع پر اعلان کیا، جس کی آخری چالیسویں آیت میں غارِ ثور میں آں حضرتؐ اور صدیق
برؓ کی رفاقت نصرت اور اللہ تعالیٰ کی ہر دو رفیقانِ غار سے معیت و اعانت کا ذکر ہے،
ر جس طرح غارِ ثور میں یہ رفاقت بلا فصل تھی اسی طرح بعد میں بھی ہر میدان، ہر مقام اور
ر مرحلہ پر بلا فصل رہی حتیٰ کہ آں حضرتؐ کی نیابت، امت کی امامت، خلافت اور وفات
بعد بھی بلا فصل رہی، چنانچہ اس آیۂ شریفہ کے نزول کے چند ماہ بعد، جب آں حضرتؐ
رحلت کا وقت قریب آیا تو آپؐ نے پھر مسجدِ نبوی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کو امام
صلوٰۃ مقرر کیا، اور حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی مسرت بھری نگاہوں کے سامنے امامت
ست کا فریضہ ادا کرتے رہے حتیٰ کہ آپؐ خوش و خرم، اللہ تعالیٰ کو اپنے تکمیلِ مقصد پر گواہ
ہر اکر رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، آپ کی جانشین، امتِ مسلمہ نے دنیا میں شہادت علی الناس

½ d(f+a) = constant of adjustment

کا فریضہ سنبھال لیا، اور امور سلطنت کی قیادت کے لئے تیس ہزار مجاہدوں اور دس ہزار اکابر مدینہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۃ الرسول منتخب کیا، ان کی قیادت میں ایک طرف فتنوں کا سر کچلا تو دوسری طرف خدا اور رسولؐ اللہ کی بشارتوں کے مطابق نئے نئے علاقوں کی فتوحات کا سلسلہ بڑھایا۔ نیز تلاوتِ آیات، تطہیرِ آدم اور تعلیم کتاب و حکمت کا نبوی فریضہ سنبھال لیا، اور اس طرح اُس خلافت کا بوجھ اُٹھا لیا، جو مقصدِ تخلیقِ آدم تھا، اور جو اس امت کے لئے الفاظِ ذیل میں موعود تھی :-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(النور : ۵۵)

"اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسے انھیں خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے، اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کر دے گا، اور وہ ان کے لئے ان کے خوف کو بدل کر امن کی حالت قائم کر دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، اور جو کوئی اس کے بعد کفر کرے تو وہی عہد شکن نافرمان ہیں"

اس آیۂ استخلاف سے چند باتیں نمایاں طور پر سامنے آتی ہیں، اول تو یہ کہ اللہ اور رسولؐ اور کتاب اللہ پر ایمان لانے اور اُن کے احکام کے مطابق کام کرنے والے مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خلافت عطا کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے، اس خلافت کا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور دین کی تکمیل سے وابستہ ہے امتِ مسلمہ کسی عظیم فتنے کی وجہ

سے خوف سے دوچار ہوگی، اور اس کے پسندیدہ دین کا استحکام خطرے میں پڑ جائے گا، قیام خلافت کے بعد امتِ مسلمہ اس فتنے کو کچل دے گی، ملک میں امن و انصاف کا دور دورہ ہو جائے گا، اور اس کا دین از سرِ نو استحکام و تسلط پائے گا، شرک ہمیشہ کے لئے ملک سے مٹ جائے گا۔ اہلِ ایمان آزادانہ احکامِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کریں گے اور یہ حالت اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک آیندہ نسلیں امتِ مسلمہ کے نقشِ قدم پر چل کر اوامر و نواہی کی پابندی اور ان کے قیام کا فریضہ ادا کرتی رہیں گی، اور جب احکامِ الٰہی اور ایمان کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جائے گا، تو پھر زوال کا سامنا ہوگا۔

اسلامی تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ یہ تمام باتیں آں حضرتؐ کے وصال کے معاً بعد وقوع پذیر ہوئیں اور مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی قیادت میں، اسلام کے مطابق خلافت قایم کی، اس وقت ملک میں ارتداد اور مرکز گریز قوتوں نے سر اٹھایا۔ مگر اہلِ ایمان نے ان فتنوں کا سر کچلا، ملک میں از سرِ نو نظامِ اسلام مستحکم ہو گیا، شر و فساد کے بادل چھٹ گئے، اور ہر طرف امن و انصاف کی ٹھنڈک ہوائیں چلنے لگیں، کفر و شرک کا استیصال ہو گیا، جھوٹے مدعیانِ نبوت کچلے گئے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توحید اور رسالتِ محمدی کا علم لہرانے لگا، اور صدیوں تک اسلام کا غلبہ رہا، حتیٰ کہ خدا رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کی بجائے اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کو آگے لایا گیا، نئے نئے ائمہ، فقہا، فلسفی، مجتہدین، مجددین، ملہمین، مفسرین، اولیاء اور علماء قوم کی توجہ عقیدت اور محبوبیت کا مرکز بن گئے۔ خانہ ساز واقعاتِ تاریخ کو قرآنی تصریحات کی جگہ دی گئی، قرآنی تعلیمات کو مسخ کر دیا گیا اور ایمان و عمل کے رشتہ کو منقطع کر کے دین کو محض اقرار باللسان تک محدود کر دیا گیا۔ خواہشات کو معبود اور اصل ایمان قرار دے لیا گیا، اور اس طرح اعمالِ حسنہ کے حقیقی سرچشموں سے کٹ کر احبار و رہبان کو خدا، رسولؐ اور امتِ مسلمہ کا مقام دے دیا گیا، اور خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کے مورد بن گئے۔

خدا، رسول اور دین کے مددگار اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو مخاطب کرکے فرمایا: ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اگر تم اللہ کی نصرت و مدد کروگے تو اللہ بھی تمہاری نصرت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ کسی انسان کی مدد کے کب محتاج ہیں، لیکن اس کی بے پایاں رحمت نے ان مقدس اہلِ حق کو نوازا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق جان و مال کی قربانی دی، اور اپنی ہرگونہ خواہشوں اور ارادوں کو اس کی رضا کے تابع کردیا۔ جناب مسیحؑ کے حواریوں نے تو نحن انصاراللہ کا اعلان کیا تھا۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نام لیواؤں نے عملاً اس کا مظاہرہ کیا، اور جس انداز سے نصرت کا فریضہ ادا کیا وہ ناقابلِ بیان اور توصیف سے بالاتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں نے آپ کی قیادت میں دین کی جو خدمت انجام دی، اُس کا ذکر کرتے ہوئے سورہ الحشر میں ارشادِ خداوندی ہے:

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔	وہ اہلِ ایمان جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دئے گئے۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے جویاں ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں۔

سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ	اے نبی! اللہ وہی ہے۔ جس نے اپنی اور مومنوں کی مدد سے تیری اعانت و نصرت کی اور اُس نے ان (مومنین) کے دلوں میں الفت ڈالی۔ اگر تو جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ خرچ کردیتا تو بھی ان کے دلوں میں الفت

وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ پیدا نہ کرسکتا، لیکن اللہ نے ان میں الفت ڈال دی، وہ غالب حکمت والا ہے، اے نبی! تیرے لئے اللہ اور وہ اہل ایمان ہیں جنھوں نے تیری اتباع کی۔"

اس آیہ کریمہ میں جہاں اللہ تعالیٰ کو اپنے نبیؐ کا ناصر و مددگار ظاہر کیا گیا ہے، وہاں مومنوں کو بھی رسول اللہؐ کا معاون و ناصر بتایا گیا ہے، اور اس ستائش پر آنحضرتؐ کے زمانے کے مومنین، اصحاب رسول اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بعد کے مسلمان تا قیامت جس قدر فخر کریں کم ہے، دوسری بات جو قابل توصیف وستائش ہے، وہ مومنین کے قلوب میں باہمی محبت و الفت کا ڈالنا ہے، اور الفت ایک انتہائی جذبہ ہے جو انسانوں کے درمیان باہمی لگاؤ کے لئے ضروری و ممکن ہے، اور یہی الفت، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کے دلوں میں اپنے حبیب اور پیارے نبی اکرمؐ کے لئے پیدا ہو چکی تھی، پھر اس آیت میں اللہ اور اہل ایمان دونوں کو رسول اللہ کے لئے کافی بتایا گیا ہے۔ اس صورت میں ان اصحاب نبیؐ کی قدر و منزلت کا اندازہ کون انسان کرسکتا ہے؟

نیز یہاں اس کے ساتھ ہی اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ جس امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے امداد کی تصدیق و اعلان کردیا ہو اُس کی دین و دنیا کی کامیابی میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے، اور یہ خصوصیت اصحابِ رسول ہی کو حاصل ہے۔

آنحضرت صلعم کے جانثاروں نے آپ کی جو نصرت و تائید کی، اور آپؐ کے ادنیٰ اشاروں پر جانی اور مالی قربانی کا جو بے نظیر مظاہرہ کیا، اس کا صلہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں سن لیجئے:

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ "پس جو لوگ اس نبیؐ پر ایمان لائے۔ اور اس کو تقویت دی، اور اس کی نصرت کی اور اس

اولٰئک ھم المفلحون۔ نور کی پیروی کی جو اس نبیؐ کے ساتھ اتارا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (اعراف : ۱۵۷)

قرآن پاک میں جہاں جہاں مومنوں کی تعریف ملتی ہے اس کے حقیقی مصداق اور مخاطب یہی عاشقانِ خدا و رسولؐ ہیں اور یہی کتاب و سنت کے کامل پیرو ہیں، یہاں بھی ان کی مدح و تعریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے پیارے آقا، سرکار دوعالم پر ایمان لاتے ہیں، آپ کو قولاً و فعلاً تقویت پہنچاتے ہیں۔ آپ کی نصرت و حمایت پر ہر لحظہ کمربستہ رہتے ہیں، اور قرآن حکیم کی صورت میں جو نورانی تعلیمات آنحضرتؐ کی وساطت سے ان تک پہنچیں، ان کی کماحقہ اتباع و پیروی کرتے ہیں اور ان خصائص کی بدولت وہ دنیا و عاقبت میں فلاح و کامیابی سے ہم آغوش و فیضیاب ہوگئے ہیں۔

وَذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ — اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور دورِ رسالت اور بعد کے اہل ایمان کو دوست و محبوب رکھیں گے تا قیامت وہی غالب رہیں گے۔

باہمی تعلقاتِ محبت و اخوت

گذشتہ اوراق میں امت مسلمہ کے جن متحدہ اور اجتماعی کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا حصول اور تکمیل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک افرادِ امت کے درمیان باہمی محبت، یگانگت، ایثار، ہمدردی، یک جہتی اور جانثاری کا جذبہ کمال تک نہ پہنچا ہوا ہو، ان اوصاف کا مظاہرہ امت مسلمہ نے قدم قدم پر کیا، مکہ میں غلام مسلمانوں کو آزادی دلانا، ہجرت کے وقت انصار مدینہ کا مہاجرین مکہ کی خدمت میں اپنے اموال اور مکانات پیش کرنا، یہودیوں کے مدینہ سے اخراج کے بعد انصار مدینہ کا مہاجرین کے حق میں حقوق سے دستبردار ہوجانا، جنگ حنین میں آنحضرتؐ کے ارشاد پر مہاجرین و انصار کا مال غنیمت

نومسلم قریش کے حوالے کرکے رسولِ خدا کے ساتھ خوشی خوشی مدینہ لوٹ آنا اور پھر بالخصوص غزوۂ تبوک کے موقع پر خوشحال اہلِ ایمان کا نادار بھائیوں کے لئے زر و مال لٹانا، یہ چند مثالیں ایسی ہیں جو مسلمانوں کی باہمی محبت پر شاہد ہیں، جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ (انفال) اللہ نے مومنوں کے دلوں میں باہم محبت ڈال دی اور "اے نبی، اگر تم روئے زمین کی تمام دولت صرف کردیتے پھر بھی یہ محبت دلوں میں نہ ڈال سکتے"۔ پھر سورۂ آل عمران میں، اسی باہمی محبت کا ذکر کرکے مسلمانوں سے فرمایا فاذکروا نعمۃ اللہِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ پس اللہ نے تمہارے قلوب میں ایک دوسرے کی الفت ڈال دی جس کی وجہ سے تم باہم بھائی بھائی بن گئے" نیز باہمی اختلاف حتیٰ کہ باہم مقاتلہ کی صورت میں بھی فرمایا کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ "مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے باہم قتال کی صورت میں ان میں صلح کرادیا کرو۔" ان ہی دینی بھائیوں کا ذکر کرکے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ "محمد اللہ کا رسول ہے، اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابل سخت اور ایک دوسرے کے ساتھ رحیم وکریم ہیں"۔ ان کی باہمی محبت، دوستی اور تعاون کے سلسلے میں فرمایا۔ والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض (توبہ) "مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہیں"، جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کے الفاظ میں جنت کا وعدہ کر رکھا ہے، انہی بلند پایہ اہلِ ایمان کا ذکر کرتے ہوئے دوسری جگہ فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (انفال)

کی، اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے انھیں اپنے ہاں پناہ دی اور ان کی نصرت کی۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہیں۔

سورہ حشر میں ان انصار و مہاجرین کے باہمی ایثار و اعلیٰ سلوک کے سلسلے میں فرمایا:

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اور وہ جو ان مہاجرین سے پہلے دار الہجرت مدینہ میں رہتے اور ایمان رکھتے تھے وہ اس سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کرکے ان کی طرف آتا ہے، اور اپنے سینوں میں اس کی کوئی حاجت نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جاتا ہے، اور وہ اپنے آپ پر ان کو مقدم رکھتے ہیں، خواہ خود انھیں تنگی ہو۔

اس آیت میں آنحضرتؐ پر ایمان لانے والے فرزندانِ اسلام کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ اپنے مہاجرین بھائیوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور جب انھیں نظر انداز کرکے غریب الدیار نادار مہاجرین کی مدد کی جاتی ہے، تو انھیں کوئی تنگی محسوس نہیں ہوتی اور اپنی مالی پریشانی کے باوجود اپنے بھائیوں کی ضرورت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں، یہ تھا مسلم معاشرہ جو آنحضرتؐ نے قائم کیا، اور جو تاقیامت اقوام عالم کے لیے شمع ہدایت کا کام دیتا رہے گا۔

(باقی)